درسِ حدیث

(۴)

محمود الملة والدّین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' کے تحت ہونے والی مجلس ذکر کے بعد ہر اتوار بعد نمازِ مغرب درس حدیث دیا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان دروس کی افادیت کے پیش نظر اِن دروس کو ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے، آمین (ادارہ)

بین الاقوامی سفارتی قوانین (حصہ دوم)

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

(۲۴؍ ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ / ۲۶؍ جنوری ۲۰۱۴ء)

❁ ❁ ❁

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

گزشتہ درس میں امام محمد رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی کتاب (اَلسِّیَرُ الکَبِیْر) سے فوجی قوانین کی بات ہوئی تھی کہ فوج کے افسران کو جو کمان کرتے ہیں ان کو جو قوانین بتائے اور سکھائے گئے ہیں انہیں یہ قوانین ازبر ہوتے ہیں معلوم ہوتے ہیں ! انہیں فوجی لاز، مارشل لاز، مارشل قوانین جو چاہے کہہ لیں اور یہ بین الاقوامی قوانین بھی ہیں کیونکہ فوج کو لڑائی کے دوران دو قسم کے واسطے پڑتے ہیں ایک اپنی اندرونی فوج کے ساتھ اور ایک دشمن فوج کے ساتھ، ظاہر ہے وہ دوسرے ملک کی ہے تو بین الاقوامی مسئلہ ہوگیا، گویا دونوں چیزیں اس میں آگئی ہیں لیکن ہیں فوج سے متعلق عسکری امور سے متعلق ! !

امیرِ لشکر کے لیے ہدیہ لینا مکروہ ہے :

اس میں ایک ضابطہ امام محمد رحمة اللّٰہ علیہ "باب صلة المشرك" کے تحت فرماتے ہیں يُكْرَهُ لِاَمِيْرِ الْجَيْشِ اَنْ يَّقْبَلَ هَدَايَاهُمْ جو جیش کا سربراہ ہے جو محاذ پر فوجی دستہ گیا ہوا ہے اس لشکر کے سربراہ کے لیے یہ بات مکروہ ہے ٹھیک نہیں ہے کہ اِدھر سے فوج کا ہم پلہ ہم منصب جو ہے وہ یا اس کے علاوہ کوئی اور اگر اس کو ہدیہ دے تو اس کو قبول کرے ! یہ ضابطہ ہے یہ ایک عسکری قانون آ گیا کہ لشکر کے جیش کا جو امیر ہے سالار ہے بریگیڈیئر ہے یا میجر جنرل، لیفٹیننٹ جنرل، کور کمانڈر جو بھی ہو، جتنا بڑا لشکر ہوتا ہے اتنا بڑا کمانڈر ہوتا ہے، یہ ان کا ہدیہ قبول نہیں کرے گا، مکروہ ہے اس کے لیے ! !

لیکن اگر لے لیا قبول کر لیا ہدیہ، کسی وجہ سے کوئی مصلحت تھی، لے لیا، تو اب کیا ہوگا ؟ قانون کیا کہتا ہے ؟ اس کا مالک کون ہے ؟ خود یہ کور کمانڈر یا اس محاذ کا جو بھی جرنل کرنل بنا ہوا ہے، اس وقت پورے محاذ کا وہ لیڈر رہے ؟

(امام محمدؒ) کہتے ہیں نہیں وہ مالک نہیں ہے فَلْيَجْعَلْهَا فِيْئًا لِلْمُسْلِمِيْنَ جو مسلمان فوجی لشکر موجود ہے ان سب کے حصے میں جمع ہو جائے گا مالِ غنیمت کے طور پر، معرکہ کے بعد اگر اللہ نے فتح دی اور مال ملا تو اس کو مالِ غنیمت میں شامل کیا جائے گا یہ خالص اس کا نہیں ہوگا ! !

نقلی دلیل کا مطلب :

اب اس کے بارے میں کچھ تفصیلی بحث کر رہے ہیں اس ضابطے کو بیان کیا اس کے بارے میں مزید جزئیات ہیں وہ بیان ہوں گی بلکہ اسی کی تشریح اور توضیح ہے فَقِيْلَ هٰذَا لَيْسَ بِكَرَاهَةِ التَّحْرِيْمِ یہ بھی امام محمدؒ نے فرمایا کہ مکروہ ہے لینا۔ تو فرما رہے ہیں اس مکروہ سے مراد حرام نہیں ہے یعنی یہ اتنا برا نہیں ہے کہ اس کے لیے یہ لینا حرام ہو جائے، لیکن مراد اس سے وَلٰكِنْ مُرَادُهُ التَّنْزِيْهُ لِاَنَّهٗ اِذَا قَبِلَ هَدَايَاهُمْ وجہ بتا رہے ہیں اس کی، عقلی وجہ بھی دیتے ہیں جب ایک بات بتا دی تو اس کے ساتھ بہت جگہوں پر دو دلیلیں دیتے ہیں، ایک عقلی دلیل اور ایک نقلی دلیل، دونوں دے دیتے ہیں ساتھ بہت جگہوں پر، ساری هداية جو آپ نے پڑھی ہے ہمارے قانون کی کتاب جو طلباء دو سال میں پڑھتے ہیں

کئی سو صفحوں کی کتاب ہے اس میں آپ نے پڑھا ہے کہ اس میں صاحبِ ہدایہ ہر بات کی دو دلیلیں دیتے ہیں ایک عقلی دلیل اور ایک منطقی دلیل جیسے آج کل اخباروں میں آتا ہے منطقی انجام، عقلی انجام، فکری انجام بھی کہہ دیتے ہیں اس کو، وہ دلیل دیتے ہیں اور ایک نقلی دلیل بھی دیتے ہیں نقلی دلیل کہ اس کی تائید قرآن کی یا حدیث کی کس چیز سے ہو رہی ہے، نقل کے معنی جو چیز منقول ہوتی چلی آئی ہے قرآن سے یا نبی عَلَیْہِ السَّلَامْ سے ! !

''نقلی'' کا مطلب جعلی نہیں ہے جیسے نقلی گھی ملتا ہے یہاں پر ڈالڈا، آپ کہیں نقلی سے وہ سمجھیں وہ نقلی مراد نہیں ہے بلکہ نقلی سے مراد منقول جو شریعت مطہرہ سے ثابت ہو، وہ مراد ہے ! !

ہدیہ کی تاثیر :

تو عقلی دلیل دے رہے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر وہ ان کے ہدیے قبول کرے گا لَا یَأْمَنُ اَنْ یَّتَأَلَّفَھُمْ تو خود بخود دل میں ایک نرمی آتی ہے، ہدیہ کی ایک تاثیر ہوتی ہے تو اس بات کا اطمینان نہیں ہوسکتا کہ وہ ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے، بنا ہے جیش کا سردار، لشکر کا سردار بنا ہے، لشکر میں تو مار دھاڑ، جنگ، ضرورت پڑنے پر قربان، مارنا اور مرنا ﴿ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ ﴾[1] اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں فَیَقْتُلُوْنَ قتل کرتے ہیں وَیُقْتَلُوْنَ خود بھی قتل کر دیے جاتے ہیں، ضرورت پڑے تو اپنی جان بھی پیش کرتے ہیں وہاں تو اس لیے گیا تھا وہاں جانے کے لیے تو دل مضبوط چاہیے، نرم تھوڑی چاہیے ! تو اس لیے فرما رہے ہیں کہ یہ ہدیہ نہ لے کیونکہ اس سے اندیشہ ہے کہ اس کے دل میں نرمی آجائے عَلٰی مَا جَاءَ فِی الْحَدِیْثِ حدیث میں آتا ہے، نرمی کیوں آئے گی ؟ کہتے ہیں حدیث میں یہ بات آتی ہے کہ اَلْھَدِیَّةُ تُذْھِبُ وَحَرَّ الصَّدْرِ ہدیہ جو ہوتا ہے یہ سینہ میں جو ایک غیض ہوتا ہے غضب ہوتا ہے جوش کہہ لیں اس میں نرمی آجائے گی !

رشتہ داروں میں تلخی ہوگئی کہیں آپ نے دے دیا ہدیہ تو دیکھیں اس کی تاثیر دیکھیں کیسی ہوگی ؟ وہ ضرور نرمی کر لے گا، گالی بھی دے گا تو کم دے گا، پہلے اس نے سوچا ہوگا موٹی گالی دوں گا ہدیہ کے بعد

---

[1] سورة التوبة : ۱۱۱

ہلکی گالی دے گا، فرق ضرور آئے گا، یہ نہیں آپ کہہ سکتے کہ اس کو تو میں نے ہدیہ دیا تھا گالی پھر بھی مل گئی حدیث میں تو آتا ہے ! ہدیہ اگر نہ دیتا تو گالی اور موٹی دینی تھی یہ تو نرم گالی دے دی شکر کرو ہدیہ کی وجہ سے، اثر کیا ہے ہدیہ نے، یہ نہیں کہ اثر نہ کرے !

تو فرماتے کہ اس سے دل میں نرمی آسکتی ہے حَرَّ الصَّدْرِ جو ہے اس کو لے جاتا ہے حالانکہ ہمیں حکم دیا گیا ہے وَقَدْ اُمِرْنَا بِالْغِلْظَةِ عَلَيْهِمْ کہ ان کے ساتھ جب جہاد اور لڑائی کا معاملہ ہو تو پھر ماتھے پر شکن ہونی چاہیے غلظت ہونی چاہیے بات میں رعب، دبدبہ ہو، آواز میں گرج ہو، ماتھے پر شکن ہو اور وہ سمجھے کہ یہ ایسا ویسا آدمی نہیں ہے، کیوں ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ﴿ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ﴾[1] اور پاؤ تم اپنے اندر غلظت، تمہارا دل خوب سخت ہو مضبوط ہو اور اس سے جب بات کرو تو گرج دار آواز میں کرو کیونکہ موقع ہی ایسا ہوتا ہے رعب اور دبدبے کا، تو یہ ہونا چاہیے ! !

اب یہ ساری باتیں آئیں لیکن دونوں کے لیے قرآن اور حدیث سے دلیل آ گئی تو معلوم ہوا قرآن اور حدیث نے تمام امور کا احاطہ کر رکھا ہے لشکری امور ہیں، عسکری امور ہیں، ملکی امور ہیں، بین الاقوامی امور ہیں ! اس لیے اس کو ہدیہ لینا ناپسند کیا گیا کہ مت لے اور اگر لے لیا تو وہ اس کا نہیں ہوگا بلکہ ساری جماعت کا ہوگا جو لڑنے کے لیے ساتھ آئے ہیں ! !

اسلام میں عسکری قوانین :

یہ وہ اصول ہیں جو ہماری فوج کے جرنیلوں کو پتا ہونے چاہییں ازبر ہونے چاہییں لیکن انہیں نہیں پتا، انہیں معلوم ہی نہیں ہے قرآن کا، جو انگریز نے بنا رکھے ہیں قوانین وہ انہیں یاد ہیں، ہم اگر بنائیں گے تو یہ قانون پڑھائے جائیں گے، فوج میں بھی پڑھائے جائیں گے ان کے بڑے بڑے کالج ہیں، بڑی محنت کرتے ہیں پڑھتے ہیں اور محنت سے پڑھتے ہیں، مقابلے کے امتحان ہوتے ہیں لیکن محنت غلط چیزوں پر ہو رہی ہے، یہودیوں کے قوانین، عیسائیوں کے قوانین، ان ہی کے حوالے دے کر بات کرتے ہیں، ان (اسلامی) قوانین کو نہیں مانتے ! !

---

[1] سورة التوبة : ۱۲۳

ہدیہ قبول کرنے کی جائز صورت :

بہرحال امام محمدؒ نے فرمایا کہ امیر لشکر کے لیے ہدیہ لینا مکروہ ہے وَقِیْلَ : اَلْمُرَادُ لَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَّقْبَلَھَا عَلٰی اَنْ یَّخْتَصَّ بِھَا لیکن بعض کہتے ہیں نہیں ، لے بھی سکتا ہے، یہ جو حلال نہ ہونا ہے یہ اس صورت میں ہے جب اس کی اپنی خصوصیت ہو، اس کے لیے خصوصی ہو تو حلال ہے ! امام محمدؒ کی اس بات سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کے لیے اگر دیا جائے تو وہ مکروہ ہے اور وَلٰکِنَّہٗ یَقْبَلُھَا عَلٰی اَنْ یَّجْعَلَھَا فِیْ فَیْئِ الْمُسْلِمِیْنَ مالِ غنیمت میں اگر جمع کرادے پھر لینا مکروہ نہیں ہے لے سکتا ہے ! ایک قول یہ بھی آرہا ہے کہ اگر مسلمانوں کے پورے لشکر کے لیے لے لیا تو پھر کراہت بھی نہیں ہے ! !

اب مسلمانوں کے لیے کیوں ہوگا ، اس کے لیے کیوں نہیں ہوگا ، خاص اس کے لیے ؟ تو کہتے ہیں اس کہ وجہ یہ ہے کہ یہ جو ہدیہ دے رہے ہیں ، کیا یہ اس کا رشتہ دار لگتا ہے ، اس لیے دے رہے ہیں ؟ خالہ زاد بھائی ، چچا زاد بھائی اس لیے تو نہیں دے رہے وہ ، بلکہ اس لیے دے رہے ہیں کہ ان کے دل میں اس کا رعب اور دبدبہ پڑا ہے کہ محاذ پر فوجیں آئی ہوئی ہیں تو ایک دبدبہ ہے مرعوبیت ہے اس لیے تو دے رہے ہیں رعب اور دبدبے کی وجہ سے ! !

لشکر کے رُعب اور دبدبہ کا اثر :

اب یہ رعب اور دبدبہ جو ہے یہ تو اس لشکر کی وجہ سے ہے جو اس کے ساتھ ہے وہ اکیلا جا کر دیکھے محاذ پر کہ رعب اور دبدبہ اس جرنل کا ہے یا نہیں ؟ اکیلا جائے بغیر کچھ لیے ، تو پھر کچھ بھی نہیں ، ان کا ایک عام فوجی اٹھا کر یوں اس کو پٹخے گا ، یہ جو رعب اور دبدبہ ہے یہ تو پورے لشکر کی وجہ سے ہوتا ہے اس کے ساتھ ہوتا ہے کہ اتنے سو لوگ ہیں ، مسلح ہیں ، لڑاکا ہیں ، جانباز ہیں اس کی وجہ سے اس سالار کا دبدبہ ہے اس وجہ سے یہ ہدیہ اس کے لیے نہیں ہوسکتا یہ سب کا ہوگا کیونکہ اس لشکر کی وجہ سے رعب اور دبدبہ قائم ہوا ہے ، اصطلاح میں اسے مَنَعَۃٌ کہتے ہیں ، اسے دشمن پر جو رعب اور دبدبہ حاصل ہے ، ایک قوت اور ان کی ایک شوکت جو ہے اسے مَنَعَۃٌ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں ، کہتے ہیں لِاَنَّھُمْ اَھْدُوْا اِلَیْہِ لِمَنَعَتِہٖ اس کے دبدبے کی وجہ سے انہوں نے اس کو ہدیہ دیا ہے وَمَنَعَتُہٗ بِالْمُسْلِمِیْنَ

لَا بِنَفْسِهٖ اور یہ دبدبہ اسے جو مسلمان فوجی ساتھ ہیں ان کی وجہ سے آیا ہے لَا بِنَفْسِهٖ تنہا اس کی وجہ سے نہیں ہے اس لیے یہ ہدیہ سارے لشکر کا ہوگا، تنہا اس کا نہیں ہوگا ! !

قائدین کو دیا گیا ہدیہ سرکاری خزانہ میں جمع ہوگا :

وَكَذٰلِكَ اِذَا اَهْدُوْا اِلٰى قَائِدٍ مِّنْ قُوَّادِ الْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں کے قائدین میں سے اگر کسی کو ہدیہ دے دیا تو بھی یہی حکم ہے ! سیاسی لیڈر وہ تو اور اونچی قیادت ہوتی ہے وہ تو کور کمانڈر، میجر، جنرل، جرنیل سب سے اونچا، اور سیاستدان جو ہے اس کا عہدہ اس سے بھی بڑا ہوتا ہے کیونکہ ان کے فیصلے اور حکم پر فوج نے چلنا ہوتا ہے، فوج کے فیصلے اور حکم پر سیاستدان نہیں چلتے بلکہ ان (سیاستدان) کے فیصلے پر فوج کو چلنا ہوتا ہے، ساری دنیا میں یہی ہورہا ہے ! امریکہ میں بھی امریکی فوج کا سربراہ اور جرنیل آرڈر نہیں دے سکتا اوباما کو[1] بلکہ اوباما کی حکومت کے فیصلہ پر امریکی فوج عمل کرے گی ! !

ہندوستان میں بھی منموہن سنگھ یا حکومت فیصلہ کر کے فوج کو حکم دے گی وہ اسے تسلیم کرنا واجب ہے ؟ نہیں مانیں گے تو کیا ہوجائے گا ؟ بغاوت ہوجائے گی ! یہی آج چین میں ہے یہی روس میں ہے یہی اسلامی ملکوں میں بھی ہے سوائے ہمارے ملک کے کہ یہاں پر ہماری بدنصیبی ہے پاکستان ہے بنگلہ دیش ہے، یہ دو ملک ایسے ہیں جو فوج کے ہاتھوں کھلونا بنے ہوئے ہیں، جب چاہے مارشل لاء آجاتا ہے، ساٹھ سالہ عرصہ میں تھوڑا سا عرصہ ہے ورنہ مارشل لاء !

وجہ یہی ہے کہ جس قیادت کو اوپر ہونا چاہیے وہ نیچے آجاتی ہے تو کام خراب ہوجاتا ہے اور یہ بات ایسی ہے کہ فوج والے بھی مانتے ہیں فوج کے جو انصاف پسند جرنیل ہیں وہ بھی مانتے ہیں لیکن انہیں یہ انصاف ریٹائر ہونے کے بعد یاد آتا ہے بدقسمتی سے، جب ریٹائر ہوں گے تو انہیں انصاف یاد آجائے گا حق یاد آجاتا ہے، ڈیوٹی کے دوران نہیں آتا، اسی طرح ججوں کا حال بھی ہے ساری زندگی اللہ اور رسول کے خلاف عدالتوں میں فیصلے دیتے رہیں گے، ریٹائرڈ ہوکر اللہ اور رسول کا قانون یاد آجاتا ہے بس زبانی جمع خرچ، اخباری بیان ہے عملاً کچھ نہیں کرنا یہ بے اصولی ہمارے یہاں چل رہی ہے ! !

---

[1] اس بیان کے وقت امریکہ میں اوباما کی اور ہندوستان میں منموہن سنگھ کی حکومت قائم تھی (مرتب)

تو کہتے ہیں کہ یہ بِنَفْسِہٖ نہیں ہے ! ہاں اگر ان قائدین میں سے کسی قائد کو دیا مثلاً یہاں سے وزیر خارجہ گیا یا ان کا وزیر خارجہ آیا اس نے ہمارے وزیر خارجہ کو ہدیہ دے دیا، سیکرٹری دفاع چلا گیا وہاں عہدے پر یا ان کا سیکرٹری دفاع آیا اس نے ان سے بات کی اسی طرح صدر، وزیر اعظم یا ان کے ماتحت عہدے دار ہیں، وزیر اعلیٰ گیا جیسے پنجاب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف ابھی ہندوستان گئے تھے، اب اگر ان کو ہدیہ دیا وَکَذٰلِکَ اِذَا اَھْدُوْا اِلٰی قَائِدٍ مِّنْ قُوَّادِ الْمُسْلِمِیْن تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا کہ وہ تنہا اس کا نہیں ہوگا وہ سرکاری خزانے میں جمع ہو کر حکومت کے پاس جائے گا، اس کا نہیں ہوگا ! !

صدر، وزیر اعظم کو یہاں بھی ہدیہ ملتا ہے، بڑی بڑی قیمتی چیزیں انہیں ہدیہ میں ملتی ہیں، انہیں کوئی چھوٹی سی چیز تھوڑی دیتے ہیں ہدیہ، یہ بھی قیمتی ہدیہ دیتے ہیں وہ بھی قیمتی ہدیہ دیتے ہیں تو وہ آکر پاکستان کے سرکاری خزانہ میں جمع ہو جائے گا، ہیر پھیر کوئی کر جائے تو وہ اور بات ہے لیکن قانون یہ ہے کہ وہ حکومت کی نگرانی میں سرکاری خزانہ میں جمع ہوگا پھر اسے اگر صدر یا وزیر اعظم اپنی ذات کے لیے لینا چاہیں تو پھر اس کا ضابطہ مقرر ہے، کمی بیشی اتنے سستے نہیں کہ وہ اگر اتنے جمع کرا دیں سرکاری خزانے میں تو وہ چیز اسے دے دیں گے ! شاید (آصف علی) زرداری کو بھی کسی نے ایسی کوئی بہت قیمتی کار دی تھی جب وہ کہیں دورے پر گئے تھے تو انہوں نے سرکاری خزانے میں پیسے جمع کرا کے وہ کار لے لی ورنہ وہ سرکاری خزانہ میں جمع ہوگی ! کسی کو بھی ذاتی طور پر نہیں ملے گی یہ شرعی قانون ہے ! اِذَا اَھْدُوْا اِلٰی قَائِدٍ مِّنْ قُوَّادِ الْمُسْلِمِیْنْ اس کا بھی یہی حکم ہوگا کہ وہ بیت المال میں جمع ہوگی کیونکہ وہ قائد ہے پورے ملک کا نمائندہ ہے اس وجہ سے انہوں نے وہ چیز دی ہے صرف اس کی شخصیت کی وجہ سے نہیں دی ! !

مُبَارِزْ کو دیے گئے ہدیہ کا حکم :

ایک اور بات بتا رہے ہیں بِخِلَافِ مَا اِذَا اَھْدُوْا اِلٰی مُبَارِزٍ پہلے یہ ہوتا تھا لڑائیوں میں کہ ہتھیار ہوتے تھے جب تلواروں سے لڑائی ہوتی تھی تو دشمن صفیں باندھ لیتے تھے وہ بھی صف باندھ کر کھڑے ہو گئے یہ بھی صف باندھ کر وہاں کھڑے ہو گئے، اب حملہ کرنے سے پہلے اُدھر سے ایک بہادر

لڑا کا نکلتا تھا تلوار لہراتا ہوا آتا اور کہتا کون ہے جو میرے مقابلے پر آئے گا ؟ چنانچہ اِدھر سے بہت بڑا جنگجو قسم کا اس کا ہم پلہ آگے بڑھتا تھا کہ میں ہوں تمہارے مقابلے میں وہ آتا تھا پھر ان میں آپس میں تلواروں کا تبادلہ ہوتا ہے، پھر ان میں کس کا فیصلہ ہوتا ؟ ان میں سے جو ایک کو مار دیتا وہ جیتتا تھا تو بس اس کے فوراً بعد پھر دونوں طرف کی فوجیں بڑھ کر گتھم گتھا ہوجاتی تھیں اور معرکہ شروع ہو جاتا تھا، پہلے یہ ہوتا تھا اب ذرا طریقہ بدل گیا، آپ نے کھیلوں میں بھی دیکھا ہوگا والی بال کے کھیل میں بھی یہ ہوتا ہے، فٹ بال میں بھی ہوتا ہے، ہاکی میں بھی یہ ہوتا ہے کہ پہلے آکر دو کھلاڑی آگے بڑھ کر گیند کو دو چار مرتبہ یوں تبادلہ کر کے پھینک دیتے ہیں پھر سب کھیلنا شروع کر دیتے ہیں تو اسی طرح یہاں پر بھی ہوتا ہے !

اب معرکہ اور انداز میں ہو گیا اب وہ نوعیت نہیں رہی لیکن اگر وہ نوعیت اب بھی کہیں پر ہو ایسی صورت میں تو اگر مُبَارِزْ آیا ہے تو وہ تو تنہا مقابلے کے لیے آرہا ہے اپنے زورِ بازو پر، وہ سب ساتھ ہیں اس کے لیکن اپنے زورِ بازو پر آرہا ہے بِخِلَافِ مَا اِذَا اَهْدُوْا اِلٰی مُبَارِزٍ انہوں نے لڑائی کے بعد مُبَارِزْ کو ہدیہ دے دیا کہ بھائی یہ آپ کا آدمی ہے، فوجی تو آپ کا ہے لیکن یہ لڑا ایسا زبردست تھا کہ ہم اسے انعام دیں گے، حالانکہ دوسرا ملک ہے لیکن تسلیم کرتے ہیں !

۱۹۶۵ء یا ۱۹۷۱ء کی جو جنگ ہماری ہوئی تھی ہندوستان اور پاکستان کی، اس میں پاکستانی جرنیل کتاب لکھتے ہیں اور وہ بھی لکھتے ہیں، یہ باتیں تاریخ کا حصہ بنتی ہیں اس میں جرنیل کچھ نہ کچھ اپنا ذاتی اظہار کرتے ہیں کہ فلاں محاذ پر جو جنگ ہوئی تھی اس میں دشمن کی طرف سے بڑا جان توڑ کر لڑے تھے، انہوں نے بڑا زبردست مقابلہ کیا، ان میں فلاں نے بہت زبردست بہادری کا مظاہرہ کیا، مان لیتے ہیں تو یہ باتیں تاریخ کا حصہ بن جاتی ہیں جیسے کسی نے غالباً بش سے پوچھا تھا کہ اُسامہ کے بارے میں آپ کا ذاتی خیال کیا ہے ؟ اس نے کہا انگریزی کے الفاظ تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ بہت شجاع اور انتہائی غیر معمولی دلیر اور بہادر انسان تھے ! اس نے یہ چیز تسلیم کی اسامہ بن لادن کی ذات کے بارے میں، تو یہ چیزیں مانتے بھی ہیں اور تسلیم بھی کرتے ہیں !

اسی طرح اگر اس نے کوئی انعام دے دیا کہ ہم اس جرنل کو یا اس بریگیڈیئر کو اس کرنل کو

اس میجر کو ہم یہ انعام دیتے ہیں ، ہماری طرف سے یہ انعام ہے کیونکہ اس نے بہت زیادہ بہادری کا مظاہرہ کیا تھا، تو اگر یہ انعام ملا تو یہ صرف اسی کا ہوگا اس میں کوئی اور شریک نہیں ہوگا یہ دیکھیں قوانین آپ کے سامنے ہیں فَاِنَّ عِزَّتَہٗ بِقُوَّۃٍ فِیْ نَفْسِہٖ فَتُسَلَّمُ لَہُ الْھَدِیَّۃُ کیونکہ اس کی جو یہ عزت ہورہی ہے اس کی جو پذیرائی ہورہی ہے انعام دیا جارہا ہے اس قوت کے مقابلے میں دیا جارہا ہے جو اس کی شخصی قوت تھی اس کی وجہ سے انعام دیا ہے، اس کی اپنی ذاتی بہادری اور جوہر اور صلاحیت کی وجہ سے ہدیہ دیا ہے لٰہذا وہ ہدیہ اسی کو دے دیا جائے گا ! تو یہ تمام اسلامی قوانین ہیں جو ہماری فوج کو پتا ہونے چاہییں ! !

اب تو ہمارے یہ پروگرام انٹرنیٹ پر بھی موجود ہیں، ہمارے جامعہ کی ''الحامد کمپیوٹر لیب'' نے ہمارے بیانات جامعہ کی ویب سائٹ پر نشر (اپلوڈ) کرنے شروع کر دیے ہیں ، میں کہتا ہوں بھائی یہ بیانات فوج والے بھی سن لیا کریں ہمیں تو ثواب لینا ہے ہمیں کوئی فیس تھوڑی لینی ہے، نہ ہمیں فیس لینی ہے، نہ ہمیں واہ واہ کرانی ہے، بس وہ سن لیں، ہمیں تو ثواب ملے گا سنیں گے اور اس پر عمل کریں گے ان شاء اللہ آگے پھر اوروں کو بتائیں گے ! !

تو امیر جیش کی بات ہوگئی کہ اس کے لیے ہو تو کیا ہے ؟ تنہاء مُبَارِزْ ہو تو اس کے لیے کیا ہے ؟ اور سیاسی قیادت یا غیر سیاسی قیادت میں سے جو پورے ملک کے نمائندے کے طور پر جائے اگر اس کو ملے ہدیہ تو کیا ہے ؟ یہ ساری بات ہوگئی !

رسول اللہ ﷺ کو دیے گئے ہدیہ کا حکم :

اب بات ہوگی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی جو سارے کور کمانڈروں کے بڑے کمانڈر ہیں دنیا کے سارے فیلڈ مارشلوں کے بھی فیلڈ مارشل ہیں ، امام المجاہدین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ !

امام محمدؒ کہتے ہیں وَاَمَّا فِیْ حَقِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اگر کسی ملک کے بادشاہ نے صدر نے وہاں سے یا کسی معرکہ جنگ کے بڑے ترجمان نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا ہو تو اس کا کیا کرنا ہے ؟ وہ ہدیہ اگر آپ نے قبول فرمالیا تو کیا وہ بھی بیت المال میں جمع ہوگا اور سب کا حصہ ہوگا ؟

امام محمدؒ کہتے ہیں نہیں ! وہ صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص ہے وَاَمَّا فِیْ حَقِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَدْ کَانَتِ الْھَدِیَّۃُ لَہٗ اس میں کوئی شریک نہیں، کیوں ؟ کہتے ہیں فَاِنَّ عِزَّتَہٗ وَمَنَعَتَہٗ لَمْ تَکُنْ بِالْمُسْلِمِیْنَ نبی کو جو عزت ملی ہے جو قوت اور شوکت اور دبدبہ ملا ہے وہ مسلمانوں کی وجہ سے نہیں ملا بلکہ مسلمانوں کو نبی کے صدقہ میں ملا ہے ! کیونکہ نبی کو ان کی وجہ سے نہیں مل رہا بلکہ پوری کائنات کو سب کچھ نبی کے صدقہ میں ملتا ہے، نبی کو کسی کی وجہ سے صدقے میں نہیں ملتا ! اس وجہ سے وہ نبی کے لیے خاص ہے ! !

ساتھ آیت لے آئے قرآن کی قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ﴾[1] اللہ تعالیٰ آپ کی لوگوں سے حفاظت رکھیں گے کہ لوگوں کو آپ پر غلبہ ہو جائے آپ مغلوب ہو جائیں آپ ماتحت ہو جائیں آپ برابری کے درجے میں آجائیں ان کے، ایسا نہیں ہے ! اللہ نے آپ کو اوپر کر دیا ہے اب آپ اوپر ہی رہیں گے، جب اوپر ہیں تو اللہ ہی کے کرنے سے ہیں بندوں کا کوئی اس میں عمل دخل نہیں ہے، ظاہری اسباب میں بھی کچھ نہیں ہے وہ ہدیہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی ہوگا خاص طور پر آپ کی یہ خصوصیت ہے اس کے علاوہ کسی کے لیے یہ خصوصیت نہیں ہے ! !

بلکہ کہتے ہیں جو کافروں کے حق میں ہے اس میں تو یہ ہے کہ اگر آپ علیہ السلام ان کا ہدیہ قبول کر لیں تو شاید وہ اسلام کی طرف مائل ہو جائیں کیونکہ نبی کا تو ان کی طرف مائل ہونے کا سوال ہی نہیں ہے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہ وہ تو ہو ہی نہیں سکتا لیکن کافروں میں ہوتا ہے کہ میرا ہدیہ قبول کیا ہے، یہ تو وہ جانتے ہیں کہ یہ بڑے ہیں بڑائی تو وہ بھی مانتے ہیں ان کی، بس کافر آدمی ہٹ دھرمی کر رہا ہے مانتا ہے، جانتا ہے مگر تسلیم نہیں کرتا، جانتا وہ بھی ہے، لیکن تسلیم نہیں کرتا تو اس لیے اس کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ وہ مائل ہو ! اس وجہ سے نبی علیہ السلام کبھی ہدیہ قبول کرتے تھے کبھی نہیں کرتے تھے لیکن کریں گے تو وہ ان کا ہوگا، پہلے میں نے بتایا تفسیر پچھلے ہفتے آچکی کہ کہیں آپ نے ہدیہ قبول فرمایا اور کہیں آپ نے رد فرمادیا اس کی حکمت و مصلحت الگ تھی، کہیں آپ نے سیاسی طور پر مفید جانا قبول فرمالیا سیاسی اعتبار سے مفید نہیں سمجھا تو رد فرمادیا ! !

---

[1] سورۃ المائدہ : ٦٧

بعض جگہ رد کرنے میں آپ نے دیکھا حکمت ہے یہ وجہ بھی بتائی کہ اگر میں قبول نہیں کروں گا تو یہ شاید اسلام لے آئے کیونکہ اس کے دل میں یہ ہوگا کیونکہ اندازہ ہو جاتا ہے بعض لوگوں کا کہ یہ شاید اسلام کے قریب آرہا ہے تو آپ فرمادیتے تھے کہ میں تمہارا ہدیہ نہیں لوں گا، مطلب یہ کہ وہ مسلمان ہوگا تو لے لوں گا تو وہ اس وجہ سے آپ نہیں لیتے تھے اس مصلحت کی وجہ سے کہ یہ پھر اسلام کی طرف آئے گا اور یہ سوچے گا کہ اگر اسلام لایا ہوتا تو میرا ہدیہ رد نہ ہوتا اس وجہ سے یہ پھر نبی کا معاملہ خاص ہے اور کوئی آپ کے ہم پلہ نہیں ! تو وہاں آپ نے کبھی کسی مصلحت سے قبول فرمایا اور کبھی کسی مصلحت سے رد فرمایا فَلِهٰذَا قَبِلَهَا فِیْ بَعْضِ الْاَوْقَاتِ اسی وجہ سے بعض اوقات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہدایا قبول فرمائے !

ظالم بادشاہ کا ہدیہ ؟

امام محمدؒ آگے مزید اس کی تفصیل میں جب گئے اور مزید آگے بڑھے، حالات مختلف ہوتے رہتے ہیں تو صحابہ کرام کی آراء کا بھی ذکر کر رہے ہیں کہ بعض معاملات میں صحابہ کرام کی رائے مختلف ہوتی تھی رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ

وَاخْتَلَفَتِ الصَّحَابَةُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَمَنْ بَعْدَھُمْ فِیْ جَوَازِ قَبُوْلِ الْھَدِیَّةِ مِنْ اُمَرَاءِ الْجَوْرِ یہ تو تھا کافر حکومتوں سے معاملہ، دشمن کی بات تھی ! اب اپنے ہی ملک کا بادشاہ ہے، حاکم ہے، وزیر اعلیٰ ہے، گورنر ہے، ڈی سی ہے، ڈپٹی کمشنر ہے، وزیر اعظم ہے، صدر ہے، یا جو بھی ہے لیکن ظالم بادشاہ ہے اگر یہ کسی کو ہدیہ بھیج دیں تو اُن کے ہدیوں کا کیا کریں ؟ اب ان کے امور بتا رہے ہیں یہ امور کورٹ کے داخلی امور پر آگئے داخلی معاملات میں جو لین دین ہوتا ہے آپس میں اس میں کیا کریں گے ؟ کہتے ہیں اس میں صحابہ کی آراء مختلف رہی ہیں !

فَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ یَقْبَلَانِ ھَدِیَّةَ الْمُخْتَارِ مختار ثقفی جو فاسق فاجر تھا اس نے بڑے ظلم کیے، اس نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کو ہدیے بھیجے تو انہوں نے اس کے ہدیے قبول فرمائے تو معلوم ہوا کہ اگر ظالم بادشاہ ہدیہ بھیجے تو بعض صحابہ کے ہاں اسے قبول کرنے کی گنجائش ہے ! مصلحت ہوتی تھی ان کی، لالچ نہیں تھی، لالچ تو نہیں تھی ان لوگوں کو،

لالچ میں تو ظالم حکمران کیا اگر عادل حکمران بھی بھیجے تو لینے والا لالچ میں کیوں لے ؟ یہ تو پھر خراب بات ہے غلط بات ہے ! وہ اس کے دل کا معاملہ ہے لالچ تو دل کے اندر ہوتی ہے وہ ظاہر بھی نہیں ہوتی وہ تو وہ جانے اور اللہ جانے ! !

تو بہرحال انہوں نے اس کا ہدیہ قبول فرمالیا ! اس لیے اس سے استدلال کیا کہ ظالم بادشاہ ظالم حاکم کا ہدیہ قبول کیا جاسکتا ہے ! کیونکہ یہ صحابی ہیں دونوں اور صحابی بھی اُسوہ ہیں ہمارے لیے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ [1]

وَهٰكَذَا نُقِلَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیْ رَحِمَهُ اللّٰهُ ایسے ہی حضرت ابراہیم نخعی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ سے بھی روایت منقول ہے کہ ظالم بادشاہ سے ہدیہ قبول کر سکتے ہیں ! !

حضرت ابو ذر اور حضرت ابو درداء رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهم یہ بھی صحابی ہیں ان کا عمل کیا تھا ؟ کہتے ہیں لَا یَجُوْزَانِ ذٰلِكَ ظالم بادشاہ کا ہدیہ نہیں لے سکتے، واپس کرو قبول نہیں کر سکتے، وہ اس معاملے میں سخت تھے ! اب ہمارے لیے دونوں طرح کے عمل ہیں، وہ بھی صحابی یہ بھی صحابی ! ! جس کسی پر بھی عملِ صحابی کی نیت سے کریں گے تو اجر ثواب ملے گا ! اب ہمارے لیے یہ ہے کہ چاہے اس پر عمل کرلیں چاہے اس پر، لیکن دل صاف نیت صاف، طمع لالچ نہ ہو تو جس پر بھی عمل کریں گے ثواب ملے گا ان شاء اللہ ! !

حضرت ابوذرؓ کا واقعہ :

روایت کیا گیا ہے کہ اَنَّ اَمِیْرًا اَهْدٰی اِلٰی اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مِائَةَ دِیْنَارٍ کسی امیر نے ایک سو دینار ہدیہ حضرت ابُو ذر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کی خدمت میں بھیجے بڑی رقم ہے ایک سو دینار ! ایک دینار میں دس درہم ہوتے ہیں، یہ بڑی رقم ہے تو انہوں نے ان سے پوچھا فَجَعَلَ یَقُوْلُ هَلْ اَهْدٰی اِلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ مِثْلَ هٰذَا کیا اس نے اس کی رعیت میں جو مسلمان ہیں ان میں ہر ایک کو ایسا ہی دیا ہے ایک سو دینار ؟ فَقِیْلَ لَا انہیں بتایا گیا کہ نہیں ایسا نہیں ہے ! تو فَرَدَّهَا انہوں نے کہا نہیں، سب کو بھیجتا

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب الصحابة رقم الحدیث ٦٠١٨

تو ٹھیک تھا میں بھی لے لیتا، میں بھی رعیت کا ایک فرد ہوں جیسے اور رعیت کے لوگ ہیں لہٰذا واپس کردیا ،واپس فرما کر یہ آیات پڑھیں ﴿ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً لِلشَّوٰى ﴾[1] ''یہ تو دہکتی ہوئی آگ ہے جہنم کی، کھال کو ادھیڑ کر اندر سے کلیجہ کھینچ لائے گی'' یہ جہنم کی آگ کا نقشہ لائے ہیں، فرمایا یہ میں نہیں لوں گا واپس کردیا، یہ ان کا مسلک تھا انہوں نے اس سے استدلال کیا !

حضرت علیؓ کا فرمان :

حضرت علی کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ سے روایت آرہی ہے ان کی رائے بڑی وزنی ہے سب سے زیادہ ظاہر ہے ان کا مرتبہ بھی سب سے بڑا ہے علم میں بھی ،تقویٰ میں بھی ، فقاہت میں بھی ، گہرائی میں بھی ، بہت سارے دور دیکھے ہیں انہوں نے ،حضرت ابوبکر رضی اللّٰہ عنہ کا دور دیکھا ان کے ساتھ رہے، حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ کے ساتھ مشیر رہے،حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ کے دور میں رہے ساری سلطنت بین الاقوامی سپر طاقت ہوتی تھی اسلام کی مسلمانوں کی ، پھر خود آگئے حکمرانی میں، بہت جہاں دیدہ بڑا تجربہ اور سب سے وزنی رائے اور بہت معتدل !

حضرت علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِلسُّلْطَانِ نَصِيْبٌ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ بادشاہ کے پاس جو فنڈ ہوتا ہے جو مال ان کے پاس جمع ہوتا ہے بیت المال میں، جسے تصرف کا اختیار ہوتا ہے جو کر رہا ہے، اس میں دونوں طرح کا مال ہوتا ہے حلال بھی ہوتا ہے حرام بھی ہوتا ہے، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس بھی مال آتا تھا لیکن وہ حلال ہوتا تھا، بعد کے بادشاہ کے پاس جو فاسق و فاجر بھی ہوتے ہیں اس میں مال حرام ہے تو حلال بھی ہے، کئی احباب کی آمدنی ہے جو ملک کے معمول رولز اور قانون کے مطابق ہورہی ہے وہ حلال ہے جو اس سے ہٹ کر ہورہی ہے وہ حرام ہے ! تو حلال اور حرام دونوں قسم کا ہوتا ہے فَاِذَا اَعْطَاكَ شَيْئًا فَخُذْهُ جب اس میں سے کسی کو بادشاہ کچھ دے تو لے لیں فَاِنَّ مَا يُعْطِيْهِ حَلَالٌ لَكَ کیونکہ اس نے جو تجھے دیا ہے وہ حلال ہے یہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ کا فتویٰ آرہا ہے !

---

[1] سورۃ المعارج : ۱۵ ، ۱۶

خلاصہ کلام :

وَحَاصِلُ الْمَذْهَبِ ان ساری آراء ان سارے مسلک کا خلاصہ بتا رہے ہیں اس میں یہ بتارہے ہیں کہ اَنَّہٗ اِنْ کَانَ اَکْثَرُ مَالِہٖ مِنَ الرِّشْوَۃِ وَالْحَرَامِ اس میں دیکھو کہ اس کے مال میں، آمدنی میں، اکثر مال کی جو بڑی مقدار ہے وہ کیسی ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے ؟ اَنَّہٗ اِنْ کَانَ اَکْثَرُ مَالِہٖ مِنَ الرِّشْوَۃِ وَالْحَرَامِ لَمْ یَحِلَّ قَبُوْلُ الْجَائِزَۃِ مِنْہُ مَا لَمْ یَعْلَمْ اَنَّ ذٰلِكَ لَہٗ مِنْ وَجْہٍ حَلَالٍ کہتے ہیں کہ اگر ان کی آمدنی کا اکثر حصہ رشوت کا یا حرام ذرائع کے ذریعے سے آیا ہے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کا انعام جو وہ دے رہا ہے وہ قبول کرے ! نہیں لے سکتا جب تک کہ یہ نہ جان لے کہ اَنَّ ذٰلِكَ لَہٗ مِنْ وَجْہٍ حَلَالٍ جب تک یہ پتا نہ ہو کہ مجھے جو یہ پیسے دے رہا ہے یا یہ چیز دے رہا ہے یہ حلال ہی ہے پھر لے گا ورنہ نہیں لے گا ! !

اگر اس کی آمدنی کے ذرائع حلال اور حرام دونوں طرح کے تھے اور غالب اور اکثر آمدنی حرام کی ہے تو نہیں لے گا، سوائے اس صورت کے جس کا پتہ ہو کہ یہ پیسے ابھی ابھی جو اِس کے آئے ہیں اس کی فلاں دُکان کا کرایہ ہے وہ تو حلال ہے، یہ اس میں سے مجھے دے رہا ہے یہ لے گا تو اب یہ چیز حلال ہے، باقی رشوت والا ہے حرام ہے ! ! اور اگر یہ پتہ نہ چلے یا یہ یقینی ہو کہ یہ ابھی ابھی جو رشوت آئی ہے اسی میں سے دے رہا ہے تو یہ تو ہے ہی حرام، یہ بالکل حرام ہے ! !

بانی جامعہؒ کا ایک واقعہ :

ایک صاحب ڈیرہ اسماعیل خان کے بڑے مالدار تاجر تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے ایک دفعہ آئے حضرت والد صاحبؒ[1] آرام فرما رہے تھے تو انہوں نے کچھ پھل دیے، وہ پھل بڑے نفیس تھے، کیلے تھے، مجھے آج بھی یاد ہے بہت اعلیٰ بہت نفیس کیلے وہ بھی بہت عمدہ اور اس میں کچھ سیب ہوں گے کیا ہوں گے اب یاد نہیں، ہمارے ہاں دستور تھا کہ حضرتؒ اگر آرام فرما رہے ہیں سو رہے ہیں تو وہ چیز رکھ دی جاتی تھی اسے استعمال نہیں کیا جاتا تھا جب تک وہ اُٹھ کر دیکھ نہ لیں پھر جو وہ کہیں پھر

---

[1] قطب الاقطاب محدث کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ

اس پر عمل کرتے تھے، قبول کرتے ہیں یا نہیں کرتے یا کسی اور کو دیتے ہیں اس کے بعد پھر استعمال میں آتی تھی ورنہ وہ چیز رکھ دی جاتی تھی ! حضرتؒ جب اُٹھے ان کو بتادیا یہ آئے ہیں، میں نے خود بتایا تو وہ جو تھے وہ سینما کے مالک تھے یعنی ان کا سینما تھا ڈیرہ اسماعیل خان میں اس زمانے میں، اب تو سینما ہیں ہی نہیں کیونکہ ہر گھر سینما بن گیا اب سینماؤں کی کیا ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ان عذاب سے ہمیں بچائے !

تو اس وقت وہ سینما کے مالک تھے اب حضرتؒ فرمانے لگے کہ بھائی میں نے کہا کہ یہ وہی لائے ہیں ان کا تو سینما ہے، کہنے لگے کہ ابھی رکھ لو، ہم نے ان کی تواضع تو کرنی ہے تو یہی رکھ دینا ان کے سامنے تواضع میں، مہمان ہیں ان ہی کے سامنے یہی رکھ دو چنانچہ وہ آئے حضرتؒ سے ملاقات ہوئی ان کے سامنے ہم نے وہی چیز رکھ دی تو وہ کھانے لگے اور پھر کہنے لگے کہ یہ تو وہی ہیں جو ہم لائے ہیں تو حضرتؒ نے فرمایا کہ ہاں وہی ہے لیجیے ناں، تو خیر وہ پھل کھائے گئے پھر جو بچتا تھا حضرتؒ فرماتے تھے بالکل غریب جو ہیں یا تو اسے دے دو جیسے بھنگی جو آتا تھا ہمارے ہاں کام کرنے کے لیے عیسائی، کہتے تھے کہ ان کو دے دو تو انہیں دے دیتے تھے ! !

حضرتؒ کی رات کی نشست تو زیادہ لمبی ہوتی تھی رات کو مل بیٹھتے تھے پھر حضرتؒ بات بڑی نرمی سے کرتے تھے سمجھاتے تھے، حضرتؒ فرمانے لگے کیا آپ کا اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ آمدن بھی ہے ؟ وہ اونچا سنتے تھے کان قریب کر کے سننے لگے، کہنے لگے جی ہے، آپ نے پوچھا وہ کیا ؟ کہنے لگے کہ میرا انشورنش کا کام بھی ہے ! ''کریلا اور نیم چڑھا'' والی بات ہوگئی ! وہ اور بھی آگے ! حضرتؒ مسکرائے اور پوچھا کیا کوئی اور بھی ہے ؟ کہنے لگے جی ہے ! پوچھا کیا ہے ؟ وہ کہنے لگے میری زمینیں ہیں ؟ میں زمیندار بھی ہوں ! پھر حضرتؒ فرمانے لگے کہ آئندہ جب بھی آپ آئیں اور آپ کا کوئی چیز لانے کو دل چاہے تو اپنی جو زمین کی آمدنی ہے اس سے لائیں ! اب وہ سمجھ گئے کہ ہمارے سامنے وہ پھل کیوں رکھے گئے تھے، ساری بات ان کو سمجھ میں آگئی ! لیکن بہرحال نرمی سے سمجھایا، اُٹھا کے ٹوکرا پٹخ دو، پھینک دو، بھگادو، دوڑادو، ایسے اصلاح نہیں ہوتی ! مقصد تو اصلاح ہے، ہمارا مسلمان بھائی ہے ہمارے پاس آیا ہے تو اسے فائدہ ہو اصلاح ہو، خود برائی سے بھی بچ جاؤ

اور اس کے لیے اصلاح کا بھی راستہ ہو جائے ایسی کوشش کرنی چاہیے یہی ہمارے بڑوں کا طریقہ ہے ! تو خیر بالکل یہ وہی بات آ گئی کہ اگر کسی کی آمدنی کے ذرائع مختلف ہیں تو اگر پتہ ہے کہ یہ حلال سے دے رہا ہے اور یہ حلال ہی کا ہے پھر تو قبول کر لے ! اور اگر پتا ہے کہ اکثر مال حرام کا ہے تو پھر قبول نہ کرے واپس کر دے !

وَاِنْ کَانَ صَاحِبَ تِجَارَۃٍ اَوْ زَرْعٍ اَکْثَرُ مَالِہٖ مِنْ ذٰلِکَ اور اگر وہ تاجر ہے یا زراعت پیشہ ہے اور اکثر مال اس کا اسی آمدنی سے ہے تو فَلَا بَاْسَ بِقَبُوْلِ الْجَائِزَۃِ مِنْہُ اس میں کوئی حرج نہیں قبول کر لے اس وقت اکثر آمدنی کا بڑا حصہ حلال کا ہے اگرچہ کچھ حرام بھی ہے تو لے لے ہاں مگر یہ کہ اگر یہ پتا ہو کہ یہ جو مال اس وقت ہاتھ میں ہے یہ حرام ہی کا ہے تو پھر یہ نہیں لے گا !

آگے آرہا ہے وَفِیْ قَبُوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَلْھَدِیَّۃَ مِنْ بَعْضِ الْمُشْرِکِیْنَ دَلِیْلٌ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ [1] اور نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے جو بعض مشرکین سے ہدیہ قبول فرمایا اس میں وہی دلیلیں ہیں جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ! !

اللہ تعالیٰ توفیق بھی دے، سمجھ بھی دے اور اللہ اس دین کو غلبہ بھی عطا فرمائے اور ہماری حکومتوں کو بھی توفیق دے کہ وہ ان مضامین کو سکولوں میں، کالجوں میں، فوج کے نصاب میں، فضائیہ ہے بحریہ ہے، بری فوج ہے، ان کے نصاب میں شامل کرے، انہیں پڑھائے، انہیں سکھائے تاکہ ہماری فوج صحیح معنی میں مسلمان فوج کہلائے اس کی برکت سے پھر ان شاء اللہ بڑے فوائد مرتب ہوں گے اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

[1] شرح کتاب السیر الکبیر باب صلۃ المشرک ج ۱ ص ۷۱ - ۷۲